مستقبل کا مجدد: امام مہدی علیہ الرضوان

درس: شیخ حسن تہامی حفظہ اللہ

یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ دورِ حاضر میں وقوع پزیر حالات اور دنیا کی مسلسل بدلتی صورتحال انسان سے اس بات کے غور وفکر کا مطالبہ کرتی ہے کہ کیا ان جیسے حالات کے بارے میں ہمیں نبی کریم ﷺ نے کوئی خبر دی ہے؟ کیونکہ فتنوں سے نکلنے کا آسان راستہ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف توجہ کرنا ہے۔ تاہم قرآن وسنت میں غور وفکر کا یہ معنی ہر گز نہیں کہ ہم صرف عمومی احکام سے متعلق احادیث کی طرف رجوع کریں، بلکہ نت نئے حالات اور وقتی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے روایات کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ جس کو علمائے کرام فقہ **المتحولات والمتغیرات** کہتے ہیں۔

نظروں سے اوجھل علم:

یہ علم صدیوں سے زندہ در گور کیا جانے والا علم شمار ہوتا ہے۔ صرف دورِ حاضر میں ہی نہیں بلکہ دورِ صحابہ میں اس علم سے متعلق جو صورت حال تھی اس کا اندازہ حضرت ابو ہریرہؓ کے اس فرمان سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں: "کہ مجھے دو طرح کا علم حاصل ہے۔ ایک کو میں نے پھیلایا ہے اگر دوسرے کو پھیلاؤں تو میری رگِ جاں کٹتی ہے۔" اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دو قسم علوم ہیں: پہلا تو فقہی علم ہے جس میں احکام وعقائد کا تذکرہ ہے اور دوسرے علم سے مراد آئندہ پیش آنے والے حالات کے بارے میں پیش گوئیوں کا علم اور روئے زمین پر حکومت کرنے والے افراد اور شخصیات کا علم ہے جس میں غور وفکر کر کے دعوت دینے والے کو قید وبند، جلاوطنی اور قتل کا خوف لگا رہتا تھا۔ اس وجہ سے یہ پرانے زمانے سے ایک بے آسرا علم ہے۔ نظروں سے اس علم کے اوجھل ہونے کی ایک وجہ علمی حلقوں پر عالمی کفریہ تنظیموں کا تسلط ہے، جس کے باعث اس علم کی جگہ کھوٹ زدہ حقائق رائج ہو گئے، خصوصاً ہمارے دور میں کہ جب الومیناٹی تنظیموں کا ہر طرف غلبہ ہو گیا ہے تو فتنوں سے متعلق احادیث میں بیان کردہ ترتیب وہدایات جو در حقیقت امتِ مسلمہ کے لیے تھی انہوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہوئے دجالی اہداف کو بروئے کار لانا شروع کر دیا، لہٰذا بدلتے حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر ہمیں اس علم کے پڑھنے پڑھانے اور اس کی از سر نو تحقیق وتدوین کی ضرورت ہے، بلکہ ہم آج ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے (نظامِ جبر واستبداد سے خلافتِ راشدہ) کی طرف منتقلی کے اس دورانیے میں اس کی زیادہ ضرورت مند ہیں۔

دین کی بنیاد حدیث جبرائیل اور علاماتِ قیامت کی عصر حاضر میں اہمیت:

حدیثِ جبرائیل میں ایمان، اسلام، احسان، قیامت اور علاماتِ قیامت کا تذکرہ ہے۔ جس سے ثابت

ہوتا ہے کہ دیگر دینی امور کی طرح علاماتِ قیامت کا بیان بھی دینِ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے، اس لیے علاماتِ قیامت کو پڑھنے پڑھانے اور ان احادیثِ فتن کو موجودہ حالات پر منطبق کرنے کی ضرورت گزشتہ ادوار کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے، تاکہ امت مشکلات کے اس بھنور سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے کیے گئے وعدوں کے مطابق اپنے عروج کے بلند ترین مقام تک پہنچ جائے۔

خیر و شر کی حامل شخصیات:

علاماتِ قیامت سے متعلق احادیثِ مبارکہ میں کئی شخصیات کا تذکرہ ہے اور ان کی علامات اور دیگر اہم معلومات مذکور ہیں جن میں بعض امت کے حق میں بہترین افراد ہیں جن کی اتباع کر کے امت بہتر حالات کی طرف بڑھے گی اور ہر قسم کی خیر و بھلائی کا حاصل کرے گی۔ اور بعض بُرے افراد کا تذکرہ ہے جن کی وجہ سے امت کو شر و فساد اور مختلف مصائب و پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

خیر کی حامل شخصیات کے سرخیل امام مہدی: احادیث میں جن نیک و صالح اور خیر والی شخصیات کا تذکرہ ہے۔ ان میں ایک امام مہدی علیہ الرضوان ہیں۔ امام مہدی نسب کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت سے ہوں گے اور اہلِ بیت وہ عظیم گھرانہ ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى (ترجمہ: اے پیغمبر! ان سے کہہ دیجئے! میں تم سے دعوت دین پر کسی قسم کی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا، البتہ میرے رشتہ داروں کے ساتھ محبت والفت کا مظاہرہ ان کی قدر واحترام کیا جائے۔)

ظہورِ مہدی سے پہلے ظلم و ستم اور انتشار کا دور دورہ: امام مہدی کا ظہور ایسے زمانے میں ہوگا جب پوری دنیا میں ظلم عام ہو چکا ہوگا۔ قتل و غارت، خون ریزی عروج پر پہنچ چکی ہوگی۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے: الهرج، الهرج، پوچھا گیا: وما الهرج، قال: القتل القتل، ہرج کیا ہے؟ ارشاد ہوا: قتل و خون ریزی۔ ایک روایت کے مطابق امت پر ایک ایسا وقت آئے گا جب امت میں خون ریزی عام ہو چکی ہوگی اور آپس میں شدید اختلافات ہوں گے۔ اس انتشار کے زمانے میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ آپ امت کو ایک منہج پر جمع کریں گے۔ امت مسلمہ کی منتشر صفوں میں اتحاد، اعتماد، وحدت و یگانگت پیدا کر کے امت کی کھوئی ہوئی عظمت بحال کریں گے، بلکہ اس سے کہیں زیادہ عظیم الشان فتوحات میں امت کی قیادت کریں گے جس کے بعد مشرق و مغرب کی تمام اقوام پر امت مسلمہ کا غلبہ ہوگا۔

پوری دنیا پر بادشاہت اور پانچ شخصیات: ایک حدیث میں ہے کہ پوری دنیا پر چار شخصیات نے حکمرانی کی ہے۔ عنقریب ایک پانچواں شخص بھی پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ ان چار میں دو کافر تھے: بخت نصر اور نمرود، جبکہ دو مومن تھے: حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین اور پانچویں حکمران کا تعلق امتِ مسلمہ سے ہوگا جو ساری دنیا پر حکومت کرے گا اور وہ امام مہدیؒ ہوں گے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ان کا یہ اکرام ہو گا کہ جس زمانے میں امام مہدی مکہ مکرمہ میں ہوں گے اور ان کے خلاف شام کی طرف سے فوجیں حملہ آور ہوں گی تو اللہ تعالیٰ ان کو مدینہ منورہ کے بیداء مقام میں دھنسا دیں گے۔ ان کے دور حکومت میں اتنی برکتیں ہوں گی کہ آسمان اپنا ہر قطرہ برسائے گا اور زمین اپنا ہر دانہ اگائے گی اور آپ لپ بھر بھر کر مال لوگوں کو دیں گے۔

امام مہدی علیہ الرضوان کا تعارف اور علامات:

امام مہدی کی پہچان کے لئے علامات زمانیہ، مکانیہ اور شخصیہ کو پہچاننا ضروری ہے۔ پہلے علامات زمانیہ ذکر کریں گے، یعنی اس زمانے میں وقوع پذیر وہ واقعات بیان کیے جائیں گے جو امام مہدی کے ظہور کا دور آنے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کے بعد علاماتِ مکانیہ یعنی مخصوص جگہوں کے حالات جن کا تعلق امام مہدی کے ظہور ہو گا، پھر علامات شخصیہ ذکر ہوں گی یعنی ان کی شکل وصورت اور سیرت واخلاق کیسے ہوں گے؟

شر کی حامل شخصیت: کائنات کے بدترین انسان دجال کا تعارف:

بری شخصیات میں شر کا سب سے بڑا علمبر دار اور دین کا مخالف دجال ہے کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس فتنہ سے خبر دار کیا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ میں بھی تمہیں اس فتنے سے ڈراتا ہوں۔ خبر دار! وہ تمہارے درمیان نکلے گا۔ اس کی ایک آنکھ کانی ہو گی۔ یاد رکھو! تمہارا رب کانا نہیں ہے اور فرمایا کہ وہ غائب اور شریر ترین فتنہ باز جس کا انتظار کیا جارہا ہے وہ دجال ہے۔

فتنہ دجال کا تدریجی ارتقاء: دجال پہلے یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ خلیفۃ المسلمین ہے پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور آخر میں خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ یہی وہ شر ہے جو آگ کی اڑتی چنگاریوں کی طرح پوری دنیا میں منتشر ہو کر ساری انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

دجال کو بطورِ استدراج ملی طاقتوں کا ایک تعارفی جائزہ: دجال کو بطورِ امتحان اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی طاقتیں دی ہوں گی جس کی حقیقت سے عام لوگ ناواقف ہوں گے، کیونکہ وہ خلاف عادت عام معمول سے ہٹ کر کام کرے گا جس کی وجہ سے لوگ دجال سے متاثر ہوں گے۔

مگر یہ سب کچھ بطور فتنہ وآزمائش ہو گا جس کی حقیقت یہ ہو گی کہ جنات کے قبائل اس کے تابع ہوں گے جو لوگوں کے لئے ان کے مردہ رشتہ داروں کو زندہ کریں گے۔ جب دجال لوگوں سے اپنی خدائی تسلیم کرنے کا مطالبہ کرے گا تو وہ کہیں گے اگر تو رب ہے تو میرے والدین، رشتہ دار یا دیگر افراد جو مر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے میرے سامنے لا، تاکہ میں ان سے بات چیت کر کے تمہاری خدائی طاقت معلوم کروں۔ اس کے جواب میں دجال شیاطین کو مسخر کر کے یہ کام ان سے کروائے گا جو اس

کے ماں باپ کی شکل میں آکر اس سے بات کریں گے۔ حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہ ایک نوجوان کو قتل کرے گا اور اس کی لاش کے دو ٹکڑے کر دے گا، پھر ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا اور کہے گا اب اٹھو۔ وہ مردہ اٹھ کر کھڑا ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے فتنہ دجال کو اس امت کے لئے سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس فتنے سے اپنی امان میں رکھیں، اسی لیے آپ ﷺ نے اپنی امت کو ہر نماز کے بعد چار فتنوں سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے جن میں سے ایک مسیح دجال کا فتنہ ہے۔

یہاں تک خیر کی حامل شخصیات کے علمبردار امام مہدی اور شر کی حامل شخصیات کا علمبردار دجال کا تعارف ہوا۔ اب امام مہدی کی پہچان کے لیے علامات کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

علاماتِ زمانیہ:

مسند احمد میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے اور الجامع الصغیر کی سب سے پہلی روایت یہی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے، پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو اٹھانا چاہیں تو اٹھا لیں گے۔ پھر نبوی طرز پر حکمرانی کا دور آئے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے اس کو باقی رکھیں گے، پھر جب اس کو اٹھانا چاہا اٹھا لیں گے۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہتوں کا دور آئے گا، اس کو بھی جب تک باقی رکھنا چاہیں گے، پھر جب اس دور کو ختم کرنا چاہا ختم کر دیں گے۔ پھر اس کے بعد تم میں زور زبردستی کی حکمرانی کا دور شروع ہو گا، اس کو بھی جب تک اللہ تعالیٰ نے باقی رکھنا چاہا باقی رکھیں گے اور جب ختم کرنا چاہا ختم کر دیں گے۔ اس کے بعد دوبارہ نبوی طرز حکمرانی کا دور شروع ہو گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔"

امت کے پانچ سیاسی ادوار:

اس حدیث میں امت کے پانچ سیاسی مراحل بیان کیے گئے ہیں۔

[۱]۔۔۔پہلا دورِ نبوت: جو آپ ﷺ کی وفات پر ختم ہوا۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لا نبی بعدی۔

[۲]۔۔۔دوسرا دورِ خلافت: یعنی نبوی طرز پر رشد وہدایت والا زمانہ خلافت۔ اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کا دور حکومت ہے۔ ان ادوار میں خلیفہ کا انتخاب شورائی طریقے پر ہوتا تھا۔ خلیفہ کی تقرری کے لئے صحابہ کرامؓ اکٹھے ہو کر مشورہ کرتے اور اپنا ایک امیر مقرر کرتے تھے۔

[۳]۔۔۔تیسرا دور ملوکِ عاض: یعنی کاٹ کھانے والی بادشاہتوں کا دور: حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کے بعد حکومت بنو اُمیہ میں منتقل ہو گئی اور حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے کو جانشین بنایا، چونکہ یہ انتخاب شوری سے ہٹ کر ہوا اور یہ امیر کے انتخاب میں پہلی خطا تھی۔ اس کے بعد سے مسلمانوں میں

موروثی طرزِ حکومت رائج ہو گیا۔ خلافتِ بنوامیہ، خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ اسی طرح کی حکومتیں تھیں، لیکن ان حکومتوں میں عدالتی نظام شریعت پر قائم تھا۔ فتوحات جاری تھیں۔ شرعی احکام کا نفاذ اور جہاد قائم تھا۔ صرف شورائیت کی کمی تھی۔

[۴]۔۔۔**چوتھا دور ظلم وجبر کی حکمرانی کا نظام:** خلافت عثمانیہ کے بعد ظالم وجابر حکومتیں قائم ہوئیں۔ اس دور میں حکومتوں کا قیام اسلحہ، بارود اور زور زبردستی کی بنیاد پر ہوا اور یہ انسانیت کے لیے سب سے مشکل اور کٹھن دور تھا۔ اس دور میں حکومتوں کے قوانین کا اصل مرجع و مآخذ فرانس، برطانیہ، امریکہ اور روس رہا۔ جتنے قوانین وہاں نافذ تھے وہی سب کے سب قطع وبرید کے ساتھ اسلامی ممالک میں بھی لاگو ہوئے۔ یہود ونصاری کے نقشہ ساز کارندوں سائکس وپیکو نے عالم عرب کو تقسیم کیا۔ امت مسلمہ کو کمزور کر کے طویل عرصے تک ان ممالک کو غلام بنائے رکھا اور اب تک ایسے قوانین ان پر مسلط ہیں جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: "ما أنزل الله بها من سلطان" کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی سند نہیں دی۔ بہر حال موجودہ حکومتیں جبر اور زور زبردستی پر قائم ہیں۔

اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ ہم ظلم وجبر کے ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں دور دور تک انصاف کا نام ونشان نہیں ہے، البتہ ظلم وجبر پر قائم ان ریاستوں کے ساتھ طرزِ عمل میں امت کا اختلاف ہے۔ ہر جماعت کا ان کے ساتھ اپنے اپنے منہج کے مطابق طرزِ عمل ہے۔ بڑی جماعتوں میں اخوان المسلمین، تبلیغی جماعت اور مجاہدین، سب کے سب ان حکومتوں کو ملوک جابرہ سے ہی تعبیر کرتے ہیں، چنانچہ میں شیخ زندانی، شیخ مقبل، تبلیغی جماعت کے اکابرین اور شیخ اسامہ کے معتمد دوستوں سے ملا ہوں وہ سب اس پر متفق ہیں۔

سوال: کیا ہم ملک عاض یعنی کاٹ کھانے والی بادشاہت کے دور میں ہیں؟

جواب: نہیں، کیونکہ ملک عاض اور خلافت راشدہ میں صرف شورائیت کے ہونے نہ ہونے کا فرق تھا، ورنہ دونوں کا نظام حکومت ایک تھا، یعنی قرآن وسنت کا قانون اور وہ خلافت بنوامیہ، عباسیہ اور خلافت عثمانیہ کا دور ہے، کیونکہ ان کے ہاں طرزِ حکومت موروثی تھا، شورائی نہیں تھا اور ہمارا یہ دور تو خلافِ شریعت قوانین کے نفاذ کا دور ہے۔ جہاں جمہوریت، اشتراکیت اور سرمایہ درانہ نظامِ حکومت رائج ہے اور یہ نظامِ حکومت یورپ، امریکہ اور روس سے آیا ہے اور اس اعتبار سے موجودہ دور حکومت "جابرانہ طرزِ حکمرانی" یا آگ واسلحہ کے زور پر قائم جبر وتشدد کی حکمرانی ہے۔

جبری دور سے نکلنے کے لیے موجودہ بڑی جماعتوں کے خیالات:

اس دورِ حکومت سے نکلنے کے طریقے کے بارے میں سلفی حضرات کا موقف یہ ہے کہ اس کے لیے علم شرعی کا حصول ضروری ہے کہ جب سب لوگ علم حاصل کریں گے اس کے بعد خلافت قائم

ہوگی۔ کس طرح قائم ہوگی؟اس کا ان کے پاس کوئی حل نہیں۔ اخوان المسلمین انتخابات کے ذریعے حکومتی عہدوں تک پہنچنے کو خلافت قائم کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، مگر مصر میں مرسی، تیونس میں غنوشی، لیبیا اور پھر یمن میں ان کا کیا حشر ہوا، ہر کوئی اس سے واقف ہے۔ یہ لوگ حکومتی ایوانوں تک پہنچ کر پیچھے پلٹ آئے۔ مجاہدین کا خیال ہے کہ جہاد کے بغیر فتنے ختم نہیں ہوتے اور دعوت و تبلیغ کے حضرات کی رائے یہ ہے کہ ہمیں دعوت پر توجہ دینی چاہیے یہاں تک کہ لوگ خیر پر اکٹھے ہو جائیں اور جب امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا زمانہ آجائے اور ان کا ظہور ہو جائے اور ان کے ہاتھ پر تین سو تیرہ لوگ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کر لیں تو اس وقت ظلم و جبر کے اس دور حکمرانی کا خاتمہ ہو جائے گا اور خلافت علی منہاج النبوہ کا دور آجائے گا۔ میری بات کا مقصود یہ ہے کہ ساری تنظیموں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ ملک جبری کا دور ہے اور اس کے بعد منہج نبوی پر خلافت کا دور آئے گا، مگر اختلاف صرف طریقہ کار میں ہے۔ بہر حال اب ہم جابرانہ دور حکومت کے بالکل آخر اور دور خلافت کے آغاز کے درمیانی مرحلے میں ہیں۔

دورِ جبری کے خاتمہ کا مرحلہ:

عرب بہار میں شروع ہونے والی تحریکیں دورِ جبری کے خاتمے اور دور خلافت کے آغاز کا درمیانی مرحلہ ہیں۔ اور اس سے متعلق امام ابونعیم اصفہانی کی کتاب "صفۃ المہدی" میں حضرت حذیفہؓ کی ایک حدیث ہے۔ جس میں فرمایا: "اس امت کے لئے ظالم و جابر حکمرانوں پر افسوس! جو نیک لوگوں کو کس طرح ظلم و ستم کر کے ڈراتے اور انہیں قتل کرتے ہیں۔ صرف وہی لوگ ان سے بچتے ہیں جو ان کی بات مانیں، مگر متقی مومن ان کے ساتھ زبانی گفتگو سے معاملہ رکھے گا اور اس کا دل ان سے کوسوں دور بھاگے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ دوبارہ اسلام کو زندہ کریں گے تو ہر ظالم و جابر کو ختم کر دیں گے، کیونکہ وہ فساد کے بعد امت کی اصلاح پر قادر ہیں۔ پھر فرمایا: اے حذیفہ! اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر کے میرے اہل بیت کے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر کے اس کے ہاتھ پر ملاحم (خونریز جنگیں) جاری کریں گے اور اسلام کو دنیا پر غالب کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے وہ جلد حساب لینے والے ہیں۔"

اس حدیث میں آپ ﷺ نے دور ظلم و جبر کے حکمرانوں کا تذکرہ فرمایا کہ ان کے دورِ حکومت میں اللہ و رسول کے احکام ماننے والوں کو قید و بند اور قتل کا نشانہ بنایا جائے گا۔ جس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شرعی احکام کے مقابلے میں رائج حکومتی قوانین کی مخالفت کریں گے، البتہ بعض متقی مؤمن بظاہر زبان سے ان کا ساتھ دیں گے، مگر دلی طور پر ان سے راہِ فرار اختیار کریں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ دوبارہ اسلام کو غالب کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو ہر ظالم و جابر کو ملیامیٹ کر دیں گے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے کمزور

بنی اسرائیل کو روئے زمین کی امامت اور فرعونی ثروت کا وارث بنانے کا ارادہ پہلے اور موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ بعد میں ہوا۔ اسی طرح حدیث میں امام مہدی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب امت میں فساد پیدا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اصلاح کا ارادہ فرمائیں گے تو ہر جابر وضدی حکمران کو مار ڈالیں گے۔ موجودہ دور میں حکومتوں کا خاتمہ اسی قبیل سے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جب تم جابر حکمرانوں کی حکومتیں گرتی دیکھ لو تو جان لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا پہلا مرحلہ ہے کہ وہ امت میں فساد کی کثرت کے بعد اصلاح کا ارادہ فرما رہے ہیں اور اگلا مرحلہ امام مہدی کا ہے۔

اگر بغور دیکھا جائے تو صرف ایک سال کے مختصر عرصے میں عرب بہار کے دوران مشتعل عوام کے ہاتھوں اللہ تعالی کا ارادہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔ گزشتہ سو سالہ تاریخ میں پہلی بار تیونس میں لوگ سڑکوں پر نکلے۔ مصر اور یمن میں بھی بیداری کی لہر دوڑی۔ اور یہ سب کچھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوا، کیونکہ کائنات میں سب کچھ اللہ کی مشیت اور ارادے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے ذہن میں یہ بات پڑی ہے کہ یہ امریکہ، روس، یورپ، اخوان المسلمین یا کسی اور جماعت، تنظیم نے کیا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے ارادے سے ہوا ہے، کیونکہ ایسا اشتعال نہ پہلے کبھی دیکھا گیا اور نہ سوچا گیا تھا۔ جبکہ عرب بہار کی یہ تحریک شام میں بچوں کے کھیل سے شروع ہوئی۔ جس کی طرف ایک حدیث میں اشارہ ملتا ہے۔ نیز اس ضمن میں یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ ۲۰۱۱ کا ہندسہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور تاریخی موڑ کی حیثیت رکھتا ہے اور ایک روایت میں اس کا تذکرہ ہے۔ جہاں تک اس روایت کی صحت اور ضعف کا تعلق ہے اس پر سابقہ دروس میں بحث ہو چکی۔

ضعیف احادیث میں بیان کی گئی پیش گوئیاں اور ان کا حکم:

تاہم یہاں مختصراً یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جب کسی حدیث میں ایک واقعے کے بارے میں پیش گوئی کی جا رہی ہو اور وہ حدیث صحیح ہو تو اس کے بارے میں یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ یہ واقعہ ضرور رونما ہو گا۔ جیسا کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا لازمی ہے کہ ان کا ظہور ضرور ہو گا۔ دجال کا خروج بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے تو اس کے بارے میں بھی یقین رکھنا ضروری ہے کہ اس کا خروج ہو گا۔ اگر ایک واقعہ کا ثبوت صحیح احادیث سے نہ ہو، بلکہ ضعیف حدیث سے ہو تو اس کے بارے میں یہ اعتقاد نہیں رکھیں گے کہ یہ واقعہ ضرور ہو گا، البتہ اس کے وقوع پذیر ہونے یا نہ ہونے کا امکان ہے، کیوں کہ وہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ یہ تحقیق خطیب بغدادیؒ اور حافظ صلاحؒ نے لکھی ہے اور یہی بات معاصر علماء میں سے علامہ تویجریؒ، شیخ ابن عثیمینؒ اور دیگر اہل علم نے بیان کی ہے۔ چنانچہ ابن عثیمینؒ نے اپنی کتاب میں قربِ قیامت کے بارے میں بہتر علامات والی حدیث بیان کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، لیکن اس کا معنی صحیح ہے اور فرمایا کہ موجودہ زمانے

میں ہم ان علامات کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں، لہذا جب کسی حدیث میں مذکور واقعہ وقوع پذیر ہو جائے تو کہا جائے گا کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اور معنیً صحیح ہے۔ یہی طریقہ بہت سے اہل علم نے اختیار کیا ہے اور ہم بھی ان محققین کی اتباع کریں گے۔ جس طرح فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں ضعیف احادیث سے استیناس لیا جا سکتا ہے، ایسے ہی کتاب الفتن میں بھی ان کو ذکر کیا جاسکتا ہے۔ اور جب واقع اور خارج میں ہم ان ضعیف احادیث میں بیان کردہ واقعات کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھیں گے تو یہی کہیں گے کہ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے مگر معنیً صحیح ہے۔

سن ۲۰۱۱ اور عالمِ اسلام، بالخصوص عالمِ عرب کی بدلتی صورت حال کا جائزہ:

امام نعیم بن حمادؒ نے کتاب الفتن میں ایک روایت نقل کی ہے کہ امام مہدیؓ پر لوگوں کا جمع ہونا (۲۰۰) اور (۴) کے سال میں ہوگا اور یہ عجم کے حساب کے مطابق ہے نہ کہ عرب کے حساب کے مطابق۔ یعنی امام مہدی کی طرف امت کو لے جانے کے لیے یہ پہلا تاریخی مرحلہ ہوگا۔

پہلی بات یہ ہے کہ روایت میں ذکر کردہ عدد کو دو طرح پڑھا جاسکتا ہے:

[۱]۔۔دو سو چار 204۔[۲]۔۔دو سو اور چار، یعنی دو ہزار چار 200ء4

دوسری بات یہ ہے کہ فرمایا: عجم کے حساب کے مطابق، یعنی عیسوی تاریخ کے اعتبار سے سال مراد ہے، ہجری سال مراد نہیں۔ چونکہ عیسوی تاریخ نبی کریم ﷺ سے پہلے کی چلی آرہی ہے تو بحساب العجم کہہ کر عیسوی تاریخ مراد لی گئی ہے۔ یعنی دو ہزار چار میں یہ واقعات ہوں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ عیسوی سالوں کا حساب عیسائی دنیا کے سارے کلیساؤں میں ایک ہی ترتیب پر پرانے زمانے سے چلا آرہا تھا، مگر پوپ گریگوری جو ایک عیسائی پادری تھا اس نے اس ترتیب میں سات سال کا اضافہ کیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے پوری دنیا کے کلیساؤں نے بھی ان کے دیکھا دیکھی اپنے کیلنڈر میں یہی ترتیب لکھی۔ صرف ایتھوپیا کے کلیسا جو آرتھوڈکس فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اس نے اس تاریخ کو ماننے سے انکار کیا اور پرانی ترتیب پر اپنی تاریخ برقرار رکھی۔ اس طرح سن دو ہزار گیارہ ایتھوپیائی کیلنڈر کے مطابق دو ہزار چار بنتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ عرب بہار کے نام پر جاری تحریکوں کا جائزہ لیں جو دو ہزار گیارہ میں شروع ہوئیں اور راوی کے زمانے میں یہ تاریخ گریگوری حساب کے مطابق نہیں تھی بلکہ یہ گریگوری کیلنڈر بعد میں بنایا گیا۔ اور وہ دو ہزار چار ہی تھا جو گریگوری کیلنڈر کے مطابق دو ہزار گیارہ بنتا ہے اور دو ہزار گیارہ کے یہ واقعات ہم کو امام مہدیؓ کی طرف لے جا رہے ہیں۔

اب یہاں سوال یہ ہے کہ کیا عرب بہار کے بعد سے یمن میں حالات درست سمت کی طرف جا رہے ہیں؟ حالات اچھے ہو رہے ہیں یا مزید بگڑ رہے ہیں؟ اسی طرح تیونس، لیبیا، شام اور عراق میں

حالات بہتر ہو رہے ہیں یا بگڑتے جا رہے ہیں؟ جواب واضح ہے کہ ان ممالک کے حالات پہلے سے بد تر ہوتے جا رہے ہیں اور یہ حالات اسی طرح بگڑتے بگڑتے اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ پوری دنیا کی صورت حال خراب ہو جائے گی۔ یوں ہم ظہورِ مہدی کے دہانے تک پہنچ جائیں گے۔

علاماتِ مکانیہ:

اب ہم ظہور مہدی سے پہلے کی علاماتِ مکانیہ ذکر کریں گے اور ان میں سے بھی سب سے پہلے شام کے حالات احادیث کے تناظر میں بیان کریں گے۔

ظہورِ مہدی سے پہلے شام کے حالات:

حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ عنقریب شام میں ایک فتنہ ہو گا۔ اس کی ابتدا بچوں کے کھیل سے ہو گی۔ یہ فتنہ ایک طرف سے بند ہو گا تو دوسری طرف سے کھل جائے گا۔ اگر وہ اس فتنہ سے نکلنا چاہیں گے تو نہ نکل سکیں گے، یہاں تک کہ آسمان سے ایک منادی آواز لگائے گا اور اس آواز کو سب لوگ اپنی اپنی زبان میں سنیں گے: "خبر دار! تمہارا امیر فلاں شخص ہے، یہی سچا مہدی ہے، یہی سچا مہدی ہے، یہی سچا مہدی ہے۔" اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب شام میں ایسے واقعات ہوں گے جن کی انتہاء امام مہدیؑ کے ظہور پر ہو گی اور وہ فتنہ بچوں کے کھیل سے شروع ہو گا۔

شام کے شہر درعا میں ایک سکول ہے جس کا نام اربعین ہے۔ وہاں پر بچوں نے دیواروں یہ جملے لکھے: ارحل یا بشار، اے بشار نکل جا، اے ڈکٹیٹر! اب تمہارے جانے کی باری ہے۔ ٹی وی چینل پر تیونس اور مراکش میں ہونے والے مظاہروں اور احتجاجات کو دس تا چودہ سالہ بچوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی کھیل کھیل میں یہ نعرے دیواروں پر لکھ دیئے۔ سیکورٹی فورسز نے ان کو پکڑ کر بجلی کے کرنٹ دیئے، ان کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ بعض بچوں کو شہید کر دیا جن میں حمزہ الخطیب اور تامر وغیرہ ہیں جن کے نام اور ویڈیوز نیٹ پر دستیاب ہیں۔ پھر اس ظلم کے خلاف آٹھ دن بعد پہلی بار شہری سطح پر اپنے بچوں کی رہائی کے لیے احتجاج کیا گیا۔ مظاہرین صرف اپنے بچوں کی رہائی چاہتے تھے اس کے علاوہ ان کا کوئی مقصد نہیں تھا، لیکن مظاہرین پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے اور یوں ہر جگہ طبل جنگ بج گیا۔ ایک جانب سے جنگ کے انگارے بجھتے تو دوسری طرف سے فسادات کا طوفان کھڑا ہو جاتا اور یوں شورشوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دیگر عرب ممالک میں تو بظاہر اس میں کچھ نہ کچھ کمی دیکھنے میں آئی، مگر ملک شام میں یہ سنگینی رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ اقوام متحدہ کے علمبردار، جنیوا کی تنظیموں اور کئی اسلامی ممالک نے کوششیں کیں لیکن یہ مشکل کہیں سے حل نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ آسمان سے آواز لگانے والا آواز لگائے گا اور اس کو ہر زبان والا اپنی علاقائی زبان میں سن سکے گا، جیسا کہ حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔ نیز اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور اسی دور میں ہو گا۔

یعنی جہازوں، گاڑیوں کا دور اور ایسے ہی سیٹلائٹ سسٹم اور فضائی چینلز وغیرہ مصنوعی سیارے (جو بادلوں سے اوپر ہیں) کھلے عام امام مہدیؓ سے متعلق باتیں نشر کریں گے، جیسا کہ یمن اور دیگر ممالک میں یہ ترتیب چل رہی ہے۔

ظہورِ مہدی اور جدید ٹیکنالوجی: (چند سوالات)

پہلا سوال: کیا امام مہدی کا ظہور قدیم اسلحہ کے دور میں ہوگا یا جدید اسلحہ کے زمانہ میں؟

جواب: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آخری دور میں تیر، تلوار اور پرانے اسلحہ سے آخری جنگیں لڑی جائیں گی، کیونکہ اس سے پہلے سخت خون ریز جنگیں لڑی جائیں گی جن میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے اور اس کے بعد جدید اسلحہ ختم ہو جائے گا۔ ایک دفعہ شیخ زندانی کے ساتھ اس موضوع پر بحث ہوئی اور وہ بھی موجودہ ٹیکنالوجی کے ختم ہونے اور سیاروں کے تصادم اور زمین میں گیسوں وغیرہ کے دباؤ کی باتیں کر رہے تھے۔ اور ان کا نظریہ بھی یہی تھا کہ ایٹمی جنگ یا ہرمجدون اور تیسری جنگ عظیم وغیرہ کے معرکے رونما ہوں گے اور اس کے بعد امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا۔ میں نے ان کو ظہور مہدی اور اور عالمی جنگوں کے بارے میں احادیث و آثار سے یہ ثابت کر دیا کہ امام مہدی کا ظہور اسی جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ہوگا جس کے بعد وہ مطمئن ہو گئے۔

دوسرا سوال: ملحمۃ الکبری (جنگ عظیم) سے متعلق ایک حدیث کے الفاظ ہیں: **"سیوفهم علی اشجار الزیتون"** کہ ان کی تلواریں زیتون کے درختوں پر معلق ہوں گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور تلواروں کے دور میں ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث میں یہ واقعہ قسطنطنیہ کی فتح کے دوران کا نقل کیا گیا ہے اور مزید اس روایت میں ہے: **انی لاعرف اسماءهم و اسماء اباءهم والوان خیولهم ومناخ رکابهم۔** ترجمہ: میں ان کے نام، ان کے آباء واجداد کے نام، ان کے گھوڑوں کے رنگ، اور جہاں ان کے گھوڑے کھڑے ہوں گے ان جگہوں کے نام میں نہیں جانتا۔

واضح رہے کہ ظہور مہدی کے بعد ملحمۃ الکبری ہوگی، پھر یورپ فتح ہوگا۔ اس کے بعد فتحِ امریکہ ہے، پھر فتحِ ہندوستان ہے، پھر قسطنطنیہ کی فتح ہے۔ جس کے دوران حدیث میں زیتون کے درختوں پر تلواریں لٹکانے کا تذکرہ ہے۔ اب یہاں دو باتوں کا احتمال ہے:

ایک یہ کہ جدید ثقافت ختم ہو جائے گی اور دوبارہ قدیم اسلحہ رائج ہوگا۔ میرا نہیں خیال کہ ایسا ہوگا۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ جدید اسلحہ اور قدیم دونوں استعمال ہوں گے۔ اور ایسا ناممکن نہیں جیسا کہ عراق جنگ میں البغدادی کی ویڈیوز میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جدید اسلحہ کی موجودگی کے باوجود چھرا استعمال کیا گیا۔ ایسا ہی آخری زمانے میں جدید اسلحہ کے ساتھ ساتھ تلواریں وغیرہ بھی ہوں گی جیسا کہ حدیث میں اس کا تذکرہ ہے۔

یاد رہے آج بھی پوری دنیا میں جب فوجی طاقت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور اسلحہ کی نمائش کی جاتی ہے تو سب سے پہلے فوج کا پیدل دستہ ہوتا ہے، اس کے بعد گھڑ سواروں کا، پھر جدید اسلحہ کی نمائش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علاقوں میں اب بھی فوجی کارروائیوں میں گھوڑے استعمال کئے جاتے ہیں۔ امریکہ نے اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لیے جب افغانستان میں فوجیں اتاریں، تو جہاں فوجی گاڑیاں نہیں چل سکتی تھیں وہاں گھڑ سوار دستے بھیجے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید اسلحہ کے ساتھ قدیم کا استعمال ممنوع نہیں۔

امام مہدی کا ظہور اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ہوگا؟ اس بارے میں متعدد روایات میں کئی مواقع کا تذکرہ ہے جن سے یہ ثابت ہوا ہے کہ امام مہدی کا ظہور جدید مواصلات کے دور میں ہوگا۔ مثلاً روایت ہے کہ امام مہدی مکہ سے مدینہ کی طرف تین مرتبہ سفر کریں گے اور ان کی تلاش میں ان کے ساتھی بھی بار بار جائیں گے۔ اور یہ ترتیب ذوالحجہ کے مہینے میں ایام تشریق سے شروع ہوگی اور دس محرم الحرام تک جاری رہے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ ایام تشریق سے دس محرم تک کتنا عرصہ بنتا ہے؟

جواب واضح ہے یہ دورانیہ ایک ماہ سے بھی کم ہے۔ علامہ برزنجی الحسینیؒ نے اپنی کتاب "**الاشاعة لاشراط الساعة**" میں محرم کے مہینے میں بیعت سے متعلق حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام مہدی کے لیے یا تو بطور کرامت زمین لپیٹ دی جائے گی یا وہ طویل اور لمبے قدموں والی شخصیت ہوگی۔ چونکہ موجودہ دور کے جدید وسائل وغیرہ سے علامہ برزنجیؒ واقف نہیں تھے اور نہ ہی ان کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بذریعہ ریل پہنچنے کا علم تھا۔ اس لئے ان کو ایک ماہ میں چار پانچ بار مکہ سے مدینہ آنے جانے کو کرامت پر محمول کرنا پڑا۔ اب تو ایک ماہ میں دس سے زیادہ بار بھی آدمی کے لئے آنا جانا ممکن ہے۔ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان جب امام مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کی جائے گی تو اس خبر کو تمام روئے زمین والے سنیں گے، اور یہ خبر امام مہدیؑ کے دوستوں کو بھی پہنچ جائے گی۔ کیونکہ یہ خبر زمین کے مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گی۔ جب آدھی رات کے وقت یہ خبر پوری دنیا میں پھیلے گی امام مہدی کے دوست رات کے وقت بادلوں میں اڑ کر پہنچ جائیں گے۔ وہ اپنے ناموں، باپ کے ناموں اور القاب سے پہچانے جائیں گے۔ کیا یہ سارے امور موجودہ دور میں جہازوں اور گاڑیوں پر واضح دلالت نہیں کرتے؟

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ملحمہ عظمی یعنی عالمی جنگ امام مہدی کی قیادت میں میں لڑی جائے گی۔ ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے کہ جب آپ ﷺ نے ملحمہ عظمی کا تذکرہ فرمایا تو حضرت عمران بن حصینؓ نے پوچھا کہ اس وقت مسلمانوں کا امام کون ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی، جوان کے ایک نیک صالح امام ہوں گے۔ اسی روایت میں آگے ارشاد فرمایا کہ اس دور کی جنگوں میں بڑی سلاخ نما ہتھیار ہوں گے جو آدمی کو جلا کر راکھ کر دیں گے اور ایک دوسری روایت میں سفود کا تذکرہ ہے اور سفود لوہے کے چھوٹے ٹکڑے یا کانٹے کو کہا جاتا ہے۔ یہ روایت بھی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ لوہے کے چھوٹے ٹکڑے یعنی گولیاں انسان کے جسم میں داخل ہو کر اس کو جلا ڈالیں گی۔ اور فرمایا کہ دوران جنگ انسان کے پاس تیز دھار والی تلوار نہ بھی ہو تو یہ انسان کو نقصان نہیں پہنچائے گی، بلکہ اگر ایسی کند تلوار ہو جو انسان کی ناک بھی نہ کاٹ سکے تو وہ بھی کافی ہو گی، کیونکہ اس دور میں تیز دھار تلوار کی ضرورت ہی نہیں ہو گی۔

ایک اور روایت میں قناع کا لفظ آیا ہے جس کے معنی بانس اور اندر سے خالی ڈنڈے کے ہیں اور دوسری روایت میں فرمایا کہ آدمی اس ڈنڈے کا جس طرف رخ کرے گا وہ وہاں پہنچے گا، یعنی اس کا اثر وہاں تک پہنچے گا۔ ان روایات میں بندوق کی نالی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے جس سے گولی گزر کر فائر ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ کفار کے پرندے ان پر گولے پھینکیں گے اور مسلمان ان پر گولے پھینکیں گے۔ یہ حدیث واضح طور پر جنگی طیاروں پر دلالت کرتی ہے۔

ایک اور روایت میں فرمایا کہ پرندے اپنے پروں سے ان پر آگ کے نیزے پھینکیں گے۔ موجودہ دور میں دیکھا جائے تو میزائل جنگی جہازوں کے پروں سے ہی داغے جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ پرندوں کے پروں سے آگ کے نیزے نکلیں گے اور ریتلی زمین پر گریں گے تو اس زمین کو راکھ کا ڈھیر کر دیں گے اور لوگوں کے کان بہرے ہو جائیں گے۔ عصر حاضر میں میزائل گرنے کے بعد دھماکے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے زمین میں بڑے بڑے گڑھے پڑ جاتے ہیں اور بعض بموں کی وجہ سے زمین جل کر بھسم ہو جاتی ہے۔

ظہور مہدی اور پٹرول کا دور: دور جدید کے وسائل میں سے ایک پٹرول ہے، چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں فرمایا کہ زمین اپنے خزانے نکال پھینکے گی۔ ایک اور روایت میں فرمایا کہ زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے کے ستونوں کی مانند پھینکے گی اور اس پر امت قتال کرے گی۔ ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے۔ اس حدیث میں قئی کا لفظ استعمال ہوا ہے اور پٹرول بھی قئی یعنی مائع شکل میں نکلتا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ زمین اپنے اندر سے سیال (بہنے والا) مادہ نکالے گی۔ "افلاذ" فلذ کی جمع ہے اور فلذ الجمل کا معنی ہے: اونٹ کے جگر کا ٹکڑا جو گاڑھا سیاہ یا سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ پٹرول بھی خام شکل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر فرمایا "من الذھب" سونے کے۔ پیٹرول کو بھی موجودہ زمانے میں کالا سونا کہا جاتا ہے۔ فرمایا، مثل الاسطوانہ "یعنی سلنڈر نما ستونوں کی مانند۔ چونکہ پٹرول بھی جب زمین سے نکالا جاتا ہے تو اس سے گیلن بھرے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ

دن میں بارہ ہزار گیلن پٹرول نکالا گیا یا اس سے زیادہ یا اس سے کم۔ گیلن یا ڈرم جن میں پٹرول بھرا جاتا ہے وہ بھی ستون کی شکل میں ہوتے ہیں، اس لیے روایت میں اسطوانہ کا لفظ بولا گیا۔

حضرت علیؓ سے امام مہدیؒ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابھی وہ زمانہ دور ہے، بہت دور ہے، کیونکہ وہ تو آخر زمانے میں آئیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک حلقہ بنایا، دو (۲) اور پانچ (۵) کے عدد کا، ایک آدمی نے پوچھا اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا کہ زمین لوگوں کے لیے اپنے جگر سے سونے کے ٹکڑے ستونوں کی مانند نکالے گی اور امام مہدیؒ اس کو لوگوں میں برابر تقسیم فرمائیں گے۔ یہ روایت پٹرول کے زمانے میں امام مہدی کے ظہور کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے کہ امام مہدی پٹرول سے حاصل شدہ دولت کو لوگوں میں برابر تقسیم فرمائیں گے۔ ایسا نہیں ہوگا کہ عوام بھوکے ہوں۔ نہیں، عوام مال دار ہو جائیں گے۔ فرمایا: یحثی المال حثیا ولا یعدہ عدا، کہ وہ لپ بھر بھر کر مال دیں گے، شمار نہیں کریں گے۔ اس دور میں مال کی کثرت ہوگی۔

اس وقت تمام خلیجی ممالک پٹرول کے ذخائر سے مالا مال ہیں۔ سعودی عرب، امارات، لیبیا، عراق، ایران اور دیگر ممالک سب پٹرول کے ذخائر سے بھرے پڑے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق اگر صرف سعودی عرب کا پٹرول پوری دنیا کے مسلمانوں پر تقسیم کیا جائے تو ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں سے ہر ایک کو روزانہ پندرہ ہزار یمنی ریال مل سکتے ہیں۔ جب ایک مسلمان کو اتنی بھاری رقم ملتی رہے تو بھلے کوئی غریب رہ سکتا ہے؟ نہیں، ہر گز نہیں۔

اس کے ساتھ اگر دیگر ممالک کا پٹرول بھی ملا لیا جائے تو پھر مسلمانوں کی خوشحالی کیسی ہوگی؟ اس کا اندازہ ہر شخص خود لگا سکتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے ایک روایت میں فرمایا کہ ایک آدمی آکر امام مہدی سے مانگے گا تو امام مہدی اتنا زیادہ مال اس کو بھر کر دیں گے کہ وہ اس کو اٹھا نہیں سکے گا۔ اور مال داری عام ہونے کی وجہ سے قلی اور مزدور اتنی آسانی سے نہیں ملے گا تو خود ہی اٹھالے گا اور جب دروازے پر پہنچ جائے گا تو اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ امت محمدیہ میں میں ہی مال کا زیادہ طلب گار ہوں۔ پھر شرمندہ ہو کر مال واپس کرنے آئے گا مگر اس سے مال واپس نہیں لیا جائے گا۔ لہذا زبردستی اس کو مال دے کر واپس کر دیا جائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی سونے کی ڈلی کے پاس سے گزرے گا اور اس کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر کہے گا اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی، پھر وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اسی طرح قاتل کہے گا کہ اس کی وجہ سے میں نے قتل کیا۔ پھر اس سونے کی ڈلی کو کوئی بھی نہیں لے گا، کیونکہ وہ نہایت مبارک دور ہوگا۔ مذکورہ کلام سے معلوم ہو گیا کہ امام مہدی کا ظہور جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ہوگا اور آپ اسی تمدن میں تشریف لائیں گے۔

ظہور مہدی سے پہلے عراق کے حالات:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ عراق کا ایک خلیفہ قتل ہو گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ امام مہدی سے پہلے عراق میں پھانسی دی جائے گی، اس کے بعد ایک شخص نکلے گا جو میانہ قد، گھنی داڑھی، سیاہ بالوں، چمک دار دانتوں والا ہو گا۔ اس کے بعد اہل عراق کو اس کے ایسے پیروکاروں سے سخت مصیبت کا سامنا ہو گا جو دین سے نکلنے والے ہوں گے، اس کے بعد امام مہدی آئیں گے جو ہمارے اہل بیت میں سے ہوں گے اور وہ روئے زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ان کے آنے سے پہلے ظلم وناانصافی سے بھر چکی تھی۔ اگر بغور دیکھا جائے تو صدام حسین کی پھانسی کے بعد عراق میں مقتدی الصدر کے شیعہ پیروکاروں کی طرف سے اہل عراق کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا، وہ ہر شخص جانتا ہے۔ صدام حسین کی پھانسی اور مقتدی الصدر کا بطور دینی پیشوا سامنے آنا۔ یہ وہ نشانیاں ہیں جو اس روایت میں بیان ہوئی ہیں۔

ملحمہ کبریٰ جنگ عظیم: جزیرہ عرب میں پیش آنے والے واقعات کے بعد وہ ملحمہ عظمی کے لیے شام کا رخ کریں گے، اور فتح حاصل کریں گے اور یہ تاریخ کی بڑی فتح شمار ہو گی، یہ جنگ امام مہدیؓ کی کامیاب قیادت اور مضبوط جنگی منصوبہ بندی کا شاہکار ہو گی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کا وارث بنایا ہے اس وقت سے اتنی عظیم جنگ نہیں لڑی گئی۔ پھر اس جنگ کے بعد امام مہدی بیت المقدس جائیں گے اور وہاں یہودیوں سے جنگ لڑیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس جنگ میں مشرقی اردن میں ہو گے اور یہود غرب اردن میں۔ اگر دیکھا جائے تو موجودہ دور میں یہود فلسطین کے غربی جانب میں ہیں، اور اردن کے مسلمان مشرقی جانب میں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح ان میں معرکہ ہو گا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہو گی اور مسلمان بیت المقدس میں داخل ہوں گے۔ اس کے بعد امام مہدیؓ پوری دنیا کے بادشاہ بن جائیں گے۔ اور یورپ و روم کی فتح شروع ہو جائے گی، اور ان کا ہیڈ کوارٹر شام ہو گا۔

ایک روایت میں ہے: "یفتح ناس من امتی البیت الابیض" کہ مسلمانوں کا ایک لشکر وائٹ ہاؤس فتح کرے گا۔ موجودہ دور میں امریکی وائٹ ہاؤس کے علاوہ اس نام سے کوئی اور جگہ اتنی معروف ومشہور نہیں۔ اسی طرح امام مہدیؓ ہندوستان کو بھی فتح کریں گے اور چین کو بھی فتح کریں گے۔ اس کے بعد دجال کا خروج ہو گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا اور امام مہدیؓ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہو گی۔ پھر دونوں مل کر دجال اور اس کے لشکر سے مقابلہ کریں گے، دجال قتل ہو گا، اور اس کا لشکر شکست کھا جائے گا۔ مختصراً علاماتِ مکانیہ بیان ہوئیں۔ اب علامات شخصیہ کا تذکرہ ہو گا۔

علاماتِ شخصیہ:

اب امام مہدی کے ظہور کے مکان کے بارے میں روایات پیش کی جائیں گی، جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ کون سی جگہیں ہیں جہاں سے امام مہدی نکلیں گے۔اس بارے میں متعدد روایات ہیں: ایک روایت میں ہے کہ ان کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے اور ایک روایت کے مطابق ان کی پیدائش مدینہ میں ہوگی اور یمن کی طرف جلاوطن کیے جائیں گے۔اس روایت میں یہ بھی تذکرہ ہے کہ اہل یمن کو یمن کی طرف جلاوطن کیا جائے گا، جن میں امام مہدی بھی ہوں گے۔

جلاوطنی: آلِ سعود کی حکومت سے پہلے تاریخ میں اس بات کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا کہ اہل یمن کو یمن کی طرف جلاوطن کیا گیا ہو۔۱۹۳۳ء سے سعودی حکومت آنے کے بعد اہل یمن کو کئی بار جلاوطن کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ یہی امام مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے کہ انہی جلاوطن کیے گئے لوگوں میں ایک لڑکا امام مہدی علیہ الرضوان بھی ہے۔جلاوطنی بھی توہین کرنے اور ذلت پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔

علاماتِ مکانیہ میں مروی ہے: "ثم یجلی الی الیمن" کہ امام مہدی کو دیگر یمنی کے ساتھ حجاز مقدس سے یمن کی طرف جلاوطن کر دیا جائے گا، پھر ان کا خروج یمن کے ایک گاؤں کرعہ سے ہوگا۔موجودہ دور میں یمن میں کرعہ نام سے دو علاقے ہیں: ایک بیت فقیہ میں گاؤں ہے۔

دوسرا شیخ علی کے علاقہ مآرب میں پہاڑی گھاٹی ہے۔کرعہ نامی گاؤں سے خروج کے بعد امام مہدی ایک بار پھر یمن سے جزیرہ عرب لوٹ جائیں گے اور بیعت کے لیے رکن یمانی اور مقام ابراہیم میں موجود ہوں گے۔

امام مہدی کا علم کب ہوگا؟ سوال: امام مہدی کا علم عام لوگوں کو ان کے مقابلے میں آنے والے لشکر کے خسف کے بعد ہوگا؟

جواب: بعض لوگ امام مہدی کو پہلے سے پہچانتے ہوں گے اور ان کی یہ پہچان ظنی ہوگی یا بعض کو غالب گمان ہوگا، مگر یقینی علم نہیں ہوگا۔تاہم امام مہدی کی بیعت میں شرکت کرنے والے اہل یمن ہوں گے اور اولین بیعت کرنے والے تین سو تیرہ افراد کی کثرت انہی کی ہوگی، اگرچہ روئے زمین کے مشرق و مغرب سے افراد بیعت کے لیے آئیں گے۔

علاماتِ شخصیہ کی دو قسمیں: امام مہدی کی علاماتِ شخصیہ دو طرح کی ہیں: [۱]۔خِلقیہ: پیدائشی صفات۔ [۲]۔خُلقیہ: اخلاق سے متعلق اوصاف۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مہدی اخلاق میں میرے مشابہ ہوں گے اور شکل وصورت میں میری طرح نہیں ہوں گے۔امام مہدیؑ کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کی طرح اور ان کے والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔یعنی ان کا نام محمد اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ایک

روایت کے مطابق ان کی والدہ کا نام آمنہ ہو گا اور نسب کے اعتبار سے آپ قریشی ہوں گے۔ قریش میں بھی بنو ہاشم سے تعلق ہو گا اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے ہوں گے اور یوں ان کا نسب نامہ حضرت حسنؓ تک پہنچے گا اور بعض روایات کے مطابق حضرت حسینؓ تک پہنچے گا، جبکہ بعض نے یوں تطبیق دی ہے کہ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہوں گے۔ جغرافیائی اعتبار سے ان کا وطن یمن ہو گا اور ایک روایت ہے: "ماالمہدی الا من قریش" اور ایک دوسری روایت ہے: "ما الخلافۃ الا فی قریش غیر ان لہ اصلا ونسبا فی الیمن" کہ امام مہدیؒ قریشی ہوں اور قریشی ہی خلیفہ ہو سکتا ہے، ہاں وہ اصلا و نسبا یمن سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ یعنی امام مہدیؒ یمن کے ہاشمی خاندان سے ہوں گے، ان کے آباءواجداد یمن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں آباد ہوں گے، اور ان کی پیدائش مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی ہو گی اور جب اہل یمن کو حجاز سے یمن جلاوطن کیا جائے گا تو امام مہدیؒ بھی ان کے ساتھ یمن جلاوطن کر دیئے جائیں گے اور اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال ہو گی۔ اور پھر وہاں سے دوبارہ جزیرہ عرب تشریف لائیں گے، یہی وجہ ہے کہ احادیث اور آثار میں امام مہدیؒ کا تذکرہ "یمانی" کہہ کر کیا جاتا ہے۔ جلاوطنی کے وقت امام مہدی کی عمر اٹھارہ سال ہو گی، بیعت کے وقت ان کی عمر تیس سے چالیس یا اس سے زیادہ ہو گی اور یہ بھی حتمی تعین نہیں ہے۔

امام مہدی علیہ الرضوان کی پیدائشی صفات:

"اجلی الجبھہ" کشادہ پیشانی والے، سر کے ابتدائی حصے کے بال نہیں ہوں گے۔ "اقنی الانف" ناک میانہ ہو گی۔ "ازج الحاجبین" کہ ابرو کمان نما ہوں گے۔

"غائرالعینین" اور "واسع العینین" یعنی کشادہ اور بڑی، لیکن اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں۔

"افرق الثنایا" سامنے کے دانتوں میں کشادگی اور ان کی زبان میں معمولی بھاری پن ہو گا جو غور کرنے سے معلوم ہو گا اور بال کندھوں کو چھو رہے ہوں گے۔ "ضرب من الرجال" کہ میانے جسم والے ہوں گے موٹے نہ دبلے پتلے۔ "لونہ لون عربی آدم" کہ ان کی رنگت عربوں کی مانند گندم گوں ہو گی، عجمیوں کی طرح گندمی نہیں ہوں گے۔ "ازیل الفخذین" کہ رانیں کمان کی طرح ہوں گی۔

"ضخم البطن، مبدح" پیٹ بڑا ہو گا، لیکن اس میں سختی ہو گی۔ "فی کتفہ شامۃ وفی فخذہ شامۃ" کہ ان کے کندھے اور ران پر نشان ہو گا، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانی ہو گی۔ دائیں رخسار پر کالا تل ہو گا۔

"جسمہ جسم اسرائیلی" یعنی موٹی ہتھیلیوں، موٹے پاؤں اور بڑے سر والے ہوں گے۔ غرضیکہ ہاتھ، پاؤں اور چہرے میں موٹاپن ظاہر ہو گا۔ "وجھہ کوکب دری" چہرہ مبارک ایسا گویا چمکتا ستارہ ہے۔ یہ امام مہدیؒ کی علامات شخصیہ کا اجمالی خاکہ تھا۔